کیا قرآنِ پاک کو تجوید سے پڑھنا ضروری ہے؟

مجیب: مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1864

تاریخ اجراء: 22صفر المظفر1446ھ /28اگست2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

قرآن پاک کو اصولِ تجوید سے پڑھنا کس قدر ضروری یا واجب ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں تجوید سے پڑھنا ضروری نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

یہ کہنا کہ قرآن پاک کو تجوید سے پڑھنا ضروری نہیں یہ بات بے بنیاد اور قرآن وحدیث کے فرمودات کے خلاف ہے۔ قرآن پاک کو تجوید کے ساتھ پڑھنا بحکمِ قرآن وحدیث واجب وضروری ہے اور علمائے کرام نے تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کی تین صورتیں بیان فرمائی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) قرآن عظیم کی تلاوت اتنی آہستگی سے ٹھہر ٹھہر کر کی جائے کہ تلاوت سننے والا اگر چاہے، تو کلماتِ قرآن میں سے ہر کلمہ کو جدا جدا گن سکے۔ نیز حروفِ قرآنیہ کو اُن کی تمام صفات شدّت وجہر وغیرہ کے حقوق پورے دیئے جائیں، اظہار، اخفا، تفخیم، ترقیق وغیرہا محسنات کا لحاظ رکھا جائے۔ اتنی مقدار میں تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرنا مسنون اور اس کو ترک کرنا اور چھوڑنا مکروہ وناپسند عمل ہے۔

(2) مدووقف ووصل کے ضروریات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں، کھڑا زبر کھڑا زیر ودیگر حرکات کا لحاظ رکھا جائے، کوئی حرف وحرکت بے محل دوسرے حرف یا حرکت کی شان اخذ نہ کرے، نہ کوئی حرف چھُوٹے، نہ کوئی اجنبی حرف پیدا ہو، نہ محدود ومقصور ہو، نہ ممدود۔ اتنی مقدار میں تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرنا فرض وواجب ہے اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار ہے۔

(3) حروف وحرکات کی تصحیح، اع، ت ط، ث س ص، ح، ہ، ذ ز ظ وغیرہا میں تمیز (فرق) کرنا، غرض ہر طرح کی کمی، زیادتی اور تبدیلی جو معنیٰ کو فاسد کر دے اس سے خود کو بچانا، یہ بھی فرض ہے۔

امامِ اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تجوید بنصِ قطعی قرآن و اخبارِ متواترۂ سید الانس والجان علیہ وعلی آلہٖ افضل الصلوٰۃ والسلام واجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیھم الرضوان المستدام حق وواجب در علم دین شرع الٰہی ہے۔قال اللہ تعالیٰ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾ (اللہ تعالی کا فرمان ہے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)“ (فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ322، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ”ترتیل کی تین حدیں ہیں۔ ہر حد اعلیٰ میں اس کے بعد کی حد ماخوذ وملحوظ ہے۔ حد اوّل: یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر بآہستگی تلاوت کرے کہ سامع چاہے تو ہر کلمے کو جدا جدا گن سکے۔۔۔ الفاظ بہ تفخیم ادا ہوں، حروف کو ان کی صفات شدت وجہر وامثالہا کے حقوق پورے دیئے جائیں، اظہار و اخفاوتفخیم وترقیق وغیرہا محسنات کا لحاظ رکھا جائے، یہ مسنون ہے اور اس کا ترک مکروہ وناپسند۔ دوم: مدووقف ووصل کے ضروریات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں، کھڑے پڑے کا لحاظ رہے، حروف مذکورہ جن کے قبل نون یا میم ہو ان کے بعد غنہ نہ نکلے انّا کُنّا کو اِنَّ کُنَّ یا انّاں کنّاں نہ پڑھا جائے، باوجیم ساکنین جن کے بعد "ت" ہو بشدت ادا کیے جائیں کہ پ اورچ کی آواز نہ دیں، جہال جلدی میں ابترا اور تجتنبوا کو اپترا ور تچتنبوا پڑھتے ہیں، حروف مطبقہ کا کسرہ ضمہ کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔ جہاں جب صراط وقاطعہ میں ص و ط کے اجتماع میں مثلاً ”یستطیعون“ ”لاتطع“ بے خیالی کرنے والوں سے حرف تا بھی مشابہ طا ادا ہوتا ہے، بلکہ بعض سے ”عتو“ میں بھی بوجہ تفخیم عین وضمہ تا آواز مشابہ طا پیدا ہوتی ہے۔ بالجملہ کوئی حرف وحرکت بے محل دوسرے کی شان اخذ نہ کرے، نہ کوئی حرف چُھوٹ جائے، نہ کوئی اجنبی پیدا ہو، نہ محدود ومقصود ہو نہ ممدود، اس قدر ترتیل فرض وواجب ہے اور اس کا تارک گنہگار۔۔۔ سوم: جو حروف وحرکات کی تصحیح ا ع، ت ط، ث س ص، ح ہ، ذ ز ظ وغیرہا میں تمیز کرے۔ غرض ہر نقص و زیادت وتبدیل سے کہ مفسد معنی ہو احتراز یہ بھی فرض ہے۔“ (ملتقطاز فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ 275 تا 281، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم